سوالنمبر 1:افتتح کتابه بعد التیمن بالتسمیه بحمد الله---- غرض عبارت بیان کریں؟

جواب: مصنف کی غرض یہ بیان کرنا ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب کا آغاز بسم اللہ سے کیا برکت حاصل کرنے کے لئے اور اس شے کے حق کو ادا کرنے کے لئے جو بندے پر لازم ہے یعنی اللہ کی نعمتوں کا شکر جو اس مختصر کو تالیف کرنے میں اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے

سوال نمبر 2: حمد اور شکر کی تعریف اور ان کے درمیان نسبت کی وضاحت کریں؟

جواب: **حمد کی تعریف:** وہ زبان کے ساتھ اختیاری خوبی پر تعریف کرنا ہے برابر ہے کہ اس کا تعلق نعمت غیر متعدی کے ساتھ ہو یا نعمت متعدی کے ساتھ

شکر کی تعریف: وہ فعل جو انعام کے سبب منعم کی تعظیم کے بارے میں خبر دیتا ہے برابر ہے کہ وہ ذکر کرنا زبان کے ساتھ یا اعتقاد اور محبت ہو جنان کے ساتھ یا عمل اور خدمت ہو ارکان کے ساتھ۔

"حمد اور شکر کے درمیان نسبت"

ان دونوں کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ کی پائی جاتی ہے اس لیے کہ اگر زبان کے ساتھ احسان کے مقابلے میں تعریف کی جائے تو حمد اور شکر دونوں ثابت ہوں اور اگر علم یا شجاعت کے مقابلہ میں زبان کے ساتھ تعریف کی جائے تو حمد متحقق ہو گی شکر نہیں اگر اعضاء کے ساتھ احسان کے مقابلے میں تعریف کی جائے تو شکر متحقق ہو گا، حمد جدا ہو گی۔

سوال نمبر 3:-لفظ اللہ کی تعریف کریں اور بیان کریں کہ ماتن نے الحمد لله کہا الحمد لخالق کے الفاظ کیوں استعمال نہیں فرمائے؟

جواب: -لفظ اللہ کی تعریف یہ نام ہے اس ذات کا جو واجب الوجود اور تمام محامد کی مستحق ہے الحمد لخالق یا الرازق اس لیے نہیں کہا کیونکہ اگر اس کی صفت ذکر کرتے تو استحقاق حمد کا اس وصف کی وجہ سے ہونے کا وہم پیدا ہوتا۔

سوال نمبر 4: استحقاق ذاتی اور وصفی سے کیا مراد ہے؟

جواب: -استحقاق ذاتی کسی چیز کا اپنی ذات کی وجہ سے کسی شے کا مستحق ہونا استحقاق وصفی کسی چیز کا اپنے وصف کی وجہ سے کسی شے کا مستحق ہونا۔

نوٹ: اللہ تعالی کے لئے حمد کا استحقاق دونوں اعتبار سے ہے کیونکہ اللہ عزوجل اپنے ذات اور صفات دونوں اعتبار سے مستحق حمد ہے۔

سوال نمبر 5: الحمد لله میں لفظ حمد کو مقدم کیوں کیا؟

جواب: -اس کی دو (2) وجوہات ہیں نمبر: 1 مقام کے تقاضا کرنے کی وجہ سے۔ نمبر 2: اہتمام کی زیادتی کے لئے اگرچہ اللہ عزوجل کا ذکر فی نفسہ اہم ہے مگر اہتمام کی زیادتی حمد کی تقدیم میں ہے۔

سوال نمبر 6:- "وصاحب الکشاف قد صرح بان فیه ایضا دلالة" غرض عبارت لکھیں؟

جواب: **غرض عبارت:** اس عبارت کو حمد کی تقدیم پر بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔ صاحب کشاف نے اس بات بعد کی تصریح فرمائی ہے کہ لفظ حمد کو مقدم کرنا حمد کے اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہونے پر دلالت کرتا ہے حمد اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ حقیقی ہے۔

سوال نمبر 7: الحمد میں الف لام کونسا ہے؟

جواب: -الحمد میں الف لام جنس کا ہے

سوال نمبر 8: لیس کما توهمه کثیر من الناس غرض شارح لکھیں؟

جواب: اس عبارت کے ذریعے ایک وہم کا ازالہ کیا جارہا ہے۔ الوهم عند بعض الناس۔۔ کہ صاحب کشاف نے اپنے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے حمد میں الف لام جنس کا قرار دیا ہے نہ کہ استغراق کا۔

باطل عقیدہ: یہ ہے کہ افعال عباد ان کے نزدیک مخلوق خدا نہیں ہے پس اس صورت میں تمام محامد اللہ تعالی کی طرف نہیں لوٹیں گی۔

غرض عبارت: یہ عبارت مذکورہ بالا باطل عقیدے پر مشتمل وہم کو دور کرنے کے لیے لائی گئی ہے۔

سوال نمبر 9: بل علی ان الحمد من المصادر۔۔ غرض عبارت لکھیں؟

جواب: غرض عبارت سوال کا جواب دینا ہے۔

سوال 10: جب صاحب کشاف نے الف لام جنس کا اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لیے نہیں لیا تو پھر جنس کا لینے کی اور کیا وجہ ہے

جواب: حمد ان مصادر میں سے ہے جو کہ افعال کے قائم قام ہوتے ہیں کیوں کہ الحمد للہ کی اصل "احمدت الله حمدا" ہے تو یہاں پر "حمدا" مصدر منصوب ہیں تو یہاں فعل کو حذف کر کے حمد مصدر کو اس کے قائم قام کر دیا اور الحمد للہ ہو گیا۔ نصب سے رفع کی طرف عدول کی وجہ یہ ہے کہ جملہ اسمیہ میں دوام ہوتا ہے اور فعل چونکہ حقیقتا جنس پر دلالت کرتا ہے استغراق پر دلالت نہیں کرتا لہذا جو اسکے قائم قام ہو گا یعنی مصدر (الحمد) تو وہ بھی حقیقت پر دلالت کرے گا استغراق پر نہیں کرے۔

سوال نمبر 10: فیه نظر لان النائب مناب الفعل۔۔ غرض عبارت لکھیں؟

جواب: یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے **سوال یہ ہے**: کہ الحمد میں آپ نے الف لام جنس کا مراد لیا اور یہ اصل میں "حمدت الله حمدا" سے پھیر کر بنایا گیا ہے سوال یہ ہوتا ہے کہ حمد مصدر نکرہ ہے اور یہ سلمت سلام علیک کی مثل ہے یعنی سلام علیک یہ سلمت کے قائم مقام اور اس لیے بھی یہ نکرہ جب آپ نے الحمد کو معرفہ بنا کر اس پر الف لام جنس کا مراد کیوں لیا حالانکہ اس کے اندر اس وقت دونوں احتمال ہو گے جنس کا بھی اور استغراق کا بھی کہ اس پر الف لام داخل کیا جائے اور مراد استغراق لیا جائے تو وہ جنس کا نہیں ہو گا۔ لہذا اوپر والی دلیل بیان کرنا درست نہیں؟ **جواب**: حمد مصدر نکرہ ہو اور فعل کے قائم مقام ہے اور بعد میں الف لام کو داخل کیا گیا تا کہ ابتداء صحیح ہو جائے لہذا یہ اسغراق کا نہیں ہو گا۔

سوال نمبر 11: فالاولی ان کونه للجنس مبنی علی۔۔ غرض عبارت لکھیں؟

جواب: یہاں سے علامہ سعد الدین یہ بتا رہے ہیں کہ الحمد میں الف لام جنس کا مراد لینے میں فوائد زیادہ ہے اور یہی بہتر ہے **نمبر 1**: کیوں کہ ایک تو یہ سمجھ کے زیادہ قریب ہے۔ **نمبر 2**: استعمال کے اندر بھی یہی زیادہ مشہور ہے۔ **نمبر 3**: خصوصا مصادر کے اندر اور استغراق لے کر قرائن کے مخفی ہونے کے وقت بھی خصوصا الف لام جنس کا ہی مراد ہوتا ہے

سوال نمبر 12: علی ما انعم میں ما کونسا ہے اور کیوں؟

جواب: ما اس میں موصولہ نہیں ہے بلکہ مصدریہ ہے کیونکہ موصولہ لینے میں لفظا بھی خرابی آتی ہے اور معنی بھی۔

لفظی خرابی: 1: اسم موصول اپنے صلہ کا محتاج ہوتا ہے تو اس وقت تقدیری عبارت یہ ہو گی کہ انعم به تو جب معطوف علیہ میں ہم نے ضمیر نکالی تو معطوف علیہ اس کے اندر بھی ہمیں ضمیر نکالنی پڑے گی زیادہ محذوف کی نسبت کم محذوف میں خوبصورتی زیادہ ہوتی ہے تو لہذا ضمیر دونوں جگہ نہیں نکالیں گے۔

2: اگر ہم علم اس میں ضمیر نکالتے ہیں تو یہ درست نہیں کیونکہ علم متعدی بدو مفعول ہے بسہ مفعول نہیں جب کے ضمیر نکالنے سے یہ بسہ مفعول بن جائے گا جو کہ درست نہیں۔

معنی کی خرابی: حمد اس انعام پر کرنا جو منعم کے اوصاف میں سے ہے یہ زیادہ پختہ ہے اس عمل سے جو نفس نعمت پر ہوتی ہے۔

سوال نمبر 13 :-من زعم ان التقدير (وعلمه) على۔۔ غرض عبارت بیان کریں؟

جواب: 1:۔ یہ عبارت اس توجیہ کو بیان کرنے کے لیے لائی گئی ہے کہ معترض کہتا ہے کہ ما انعم میں ما موصولہ ہے اور کہتا ہے کہ علمه کی ضمیر نکالنے سے کوئی خرابی نہیں آتی جیسے آپ نے کہا کہ علم متعدی بسہ مفعول بن جائے گا ایسا نہیں ہے بلکہ علمه کی ضمیر مبدل منہ اور ما لم نعلم یہ بدل ہے محذوف ضمیر یا ما لم نعلم یہ مبتدا کی خبر ہے یا یا اعنی فعل کا مفعول ہے اس طرح یہ متعدی بدو مفعول ہی بنے گا بسہ مفعول نہیں بنے گا

جواب: 2:۔ علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں یہ سوچ درست نہیں ہے کیونکہ ما مصدریہ مراد لینے میں کسی قسم کی تاویل یا محذوف نکالنے کی بالکل حاجت نہیں یہ اولی ہے لہذا یہ مصدریہ ہے۔

سوال نمبر 14:-ولم يتعرض للمنعم به لقصور العبارت۔ غرض عبارت بیان کریں؟

جواب: ۔غرض عبارت سوال کا جواب بیان کرنا ہے۔ کہ مصنف نے انعام کو تو ذکر کر دیا لیکن منعم به یعنی نعمتوں کو ذکر نہ کیا تو اس کی 3 وجہ ہیں

نمبر 1:۔ منعم به کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ نمبر 2:۔ تاکہ اس بات کا وہم نہ ہو منعم به ایک شے کے ساتھ خاص ہے دوسری کے ساتھ نہیں۔

نمبر 3:۔ تاکہ سامنے کا نفس ہر ممکن شئی کی طرف چلا جائے یعنی جتنا شکر ادا کر سکتا ہے کرے۔

سوال نمبر 15 :-ثم انه صرح بتبعيض النعم..... غرض عبارت بیان کریں؟

جواب: ۔یہاں سے غرض شارح ایک اصول کو بیان کرنا ہے کہ انسان زندگی گزارنے میں ایک دوسرے کا محتاج ہے وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور لباس رہائش اور رضا حاصل کرنے میں باہم شریک ہوتے ہیں یہ اسی بات پر موقوف ہے کہ یہ ایک اپنے ساتھی کو اپنے دل میں موجود چیز کی پہچان کروائے یہ نہ تو اشارہ کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ اشارہ کے ساتھ معدومات اور معقولات میں اشارہ کافی نہیں اور لکھنے میں مشقت ہے تو اللہ نے انسان پہ بیان [بولنا] کی نعمت فرمائیں جس کی عبارت میں صراحت کی گئی ہے۔

سوال نمبر 16 :-علم من البيان ما لم نعلم... میں علم سے کیا مراد ہے اور ما لم نعلم میں تبیین کو موخر اور عطف بیان کو مقدم کیوں کیا؟؟

جواب: ۔علم سے مراد یہ ہے کہ پیچھے انعم عام ذکر کیا اور آگے علم من البيان خاص تو یہ خاص کا عطف عام پر کیا گیا ہے 2 وجہ سے۔

نمبر 1:۔ براعت استھلال کی رعایت کرتے ہوئے۔ **نمبر 2:۔** اور بیان کی نعمتوں کی بزرگی پر تنبیہ کرنے کے لیے جیسے قرآن میں فرمایا گیا۔

" خلق الانسان علمه البيان"۔ عطف بیان کو رعایت سجع کی وجہ سے مقدم کیا گیا

سوال نمبر 17:-"وافضل من اوتى الحكمة" میں اشارہ کس چیز کی طرف ہے اور لفظ "اوتی" بیان کی گئی ہے؟

جواب: ۔"وافضل من اوتى الحكمة" میں اشارہ قوانین کی طرف کیا گیا ہے کیونکہ حکمت وہ شرائع کا علم ہے جو کشاف میں حکمت کا معنی مراد لیا گیا ہے

[لفظ "اوتی" سے تنبیہ]

اس بات کی طرف تنبیہ بیان کی گئی ہے کہ یہ حکمت رب تعالی کی طرف سے ہے نہ کہ خود بندے کی طرف سے۔ اور لفظ "اوتی" کے فاعل کو چھوڑا گیا ہے کیونکہ یہ فضل اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

سوال نمبر 18:۔ فصل خطاب سے اشارہ کس بات کی طرف ہے نیز فصل مصدر ہے اور کس معنی میں مستعمل ہے؟

جواب: ۔فصل خطاب سے اشارہ معجزہ کی طرف ہے کیونکہ فصل کا معنٰی ہے التمییز یعنی ممتاز کرنا اور واضح کلام کو بھی فصل کہتے ہیں یہ بمعنی مفصول استعمال ہوتا ہے اور بمعنی فاصل بھی استعمال ہوتا ہے دونوں اعتبار سے مطلب الگ ہوگا۔

بمعنی مفصول ہو تو: واضح کلام مراد ہوگا یعنی وہ واضح کلام جو ٹھہر کر بولا جائے اور مخاطب کو اس کا علم ہو جائے اور وہ اس پر مشتبہ نہ ہو۔

اگر فاصل کے معنی میں ہو تو: فصل خطاب مراد ہوگا یعنی وہ خطاب جس کے ذریعے حق اور باطل اور درست و غلط میں امتیاز ہوتا ہے۔

سوال نمبر 19 :۔"ال" کی اصل کیا ہے نیز "آل" اور "اھل" کے استعمال میں فرق اور امام کسائی کا موقف بیان کریں؟

جواب: ۔آل کی اصل اھل ہے۔ دلیل:۔ کیونکہ اس کا اسم تصغیر اھیل آتا ہے۔[آل اور اہل کے استعمال میں فرق] یہ دونوں اگرچہ ایک ہی چیز کا نام ہے لیکن ان کے استعمال میں فرق ہے۔

"لفظ ال": اس کا استعمال ذی مرتبہ عقل والوں کے لیے ہوتا ہے یہ خاص ہے اسی کے ساتھ لہذا ال حجام اور ال الاسلام نہیں کہا جاتا۔

"لفظ اھل": یہ عام ہے اس کا استعمال دونوں میں ہوتا ہے تو لہذا اہل الحمام اور ال الاسلام کہا جاسکتا ہے۔

امام کسائی کا موقف: آپ کہتے ہیں:۔ کہ میں نے ایک اعرابی سے سنا جو کہہ رہا تھا اہل اہیل و ال اویل۔ ان کے نزدیک ان کی تصغیر نہیں آتی ہے تو لہذا ال اصل اہل نہ ہوگی۔

سوال نمبر 20 :۔اطھار کس کی جمع ہے نیز اخیار کا مشتق منہ کیا ہے اور کیوں؟

جواب: ۔اطھار یہ طاہر کی جمع ہے اور اخیار یہ خیر کی جمع ہے اس لیے کہ تشدید کے ساتھ پڑھنے سے مطلب ہوگا چنے ہوئے اور اگر ہم اسکو تخفیف کے ساتھ یعنی خیر سے مشتق مانے تو مطلب ہوگا کے خوبصورت اصحاب یعنی جمال میں حالانکہ کئی صحابہ ایسے بھی ہیں جو جمال میں سفید نہیں بلکہ کالے رنگ کے تھے جیسے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ تو تخفیف خیر والی صورت میں معنی درست نہیں ہوگا تو لہذا تشدید والی صورت کا اعتبار کیا جائے گا۔

سوال نمبر 21 :۔"اما" کی اصل کیا ہے اور یہ کن کن معنوں پر مشتمل ہے؟

جواب: ۔"اما" کی اصل مھما یکون من شيء بعد الحمد والثناء۔ پس کلمہ "اما" اسم کی جگہ پر واقع ہوا تو وہ مبتدا ہے اور فعل کی جگہ پر واقع ہوا تو وہ شرط ہے اور کلمہ اما ان دونوں کے معنی کو متضمن ہے شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے فا لازم ہوتی ہے شرط کے لیے اکثر طور پر اور کلمہ اما کے ابتدا کے معنی کو ملا ہونے کی وجہ سے اسے وہ اسم لازم ہے جو مبتدا کے لیے ہوتا ہے

سوال نمبر 22 :۔قضاء لحق ما کان ابقاء له بقدر الامکان۔ عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: ۔یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ کلمہ اما اسم کی جگہ پر واقع ہونے کی وجہ سے مبتدا ہے تو مبتدا کو اسمیت لازم ہوتی ہے جبکہ اما یہ حرف ہے تو ہم کچھ تقاضا پورا کرتے ہوئے اما کے بعد [بعد] اسم کو لائے تاکہ کچھ تقاضا پورا ہو جائے کلمہ اما فعل کی جگہ پر واقع ہوا تو وہ شرط ہے تو جزا پر فا لازم تھی جبکہ بعد پر جزا نہیں سکتی کیونکہ دو چیزوں کا اجتماع لازم آتا ہے لہذا شرط کے اس تقاضے کو ہم مکمل طور پر تو پورا نہ کر سکے کہ "بعد" کو "فا" دیں تو ہم "بعد" کے "فلما" اس پر "فا" کو بطور جزا کے داخل کر دیا۔

سوال نمبر 23 :۔"لما" ظرف ہے کس معنٰی میں اور کیوں مستعمل ہے اور اس کے بارے میں اختلاف بیان کریں؟

جواب: ۔لما ظرف ہے اور یہ "اذا" کے معنی میں ہے اور اسکا استعمال شرط کے استعمال کی طرح ہوتا ہے اس کے ساتھ فعل ماضی لفظاً یا معنی ملا ہوتا ہے

اختلاف

امام سیبویہ نے کہا: کہ لما ایک معاملے کے وقوع کے لئے آتا ہے دوسرے کی وجہ سے تو یہ "لو" کی مثل ہو گیا۔

ابن خروف نے وہم کیا: کہ "لما" حرف ہے جیسے "لو" حرف ہے تو یہ "لو" مثل ہو گیا

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مع رد: آپ نے کہا کہ لو اور لما یہ ایک چیز نہیں ہے ""لو" یہ پہلے کی نفی کی وجہ سے دوسرے کی نفی کے لیے آتا ہے۔

اور لما یہ دوسرے کے ثبوت کے لیے آتا ہے پہلے کے ثبوت کی وجہ سے تو لہذا ان دونوں کے درمیان فرق ہے آپ ان دونوں کو ایک شمار نہ کریں

سوال نمبر 24 :-لا حاجة الى تحصيص العلوم بالعربية.. عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: -علامہ قزوینی پر ایک اعتراض ہوا تو انہوں نے اس اعتراض کا جواب دیا تو اس جواب کے بعد علامہ سعد الدین مزید ان کے جواب پر اپنے تاثرات اس عبارت کے ذریعے پیش کر رہے ہیں

علامہ قزوینی پر اعتراض"" آپ نے علم بلاغت کو علوم میں سے اجل قرار دیا حالانکہ علم تفسیر عقائد تک یہ تمام مرتبہ میں علم بلاغت سے اعلیٰ ہیں تو یہ آپ نے ... کیسے کہہ دیا؟

علامہ قزوینی کا جواب"" ... مراد عربی میں مروجہ علوم میں سے علم بلاغت اجل ہے نہ کے تمام علوم میں سے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی کی مزید وضاحت"" کوئی حاجت نہیں کہ اس بات کی وضاحت کی جائے کہ علوم کو عربی کے ساتھ خاص کیا جائے آپ نے من اجل العلوم کہا نہ کہ من كل العلوم لہذا آپ پر تو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔

دوسری بات یہ کی آپ نے تو کچھ اجل علوم کو اکٹھا کیا اور ان کے اندر علم بلاغت کو ... سے اجل قرار دیا۔

تیسری بات یہ آپ کی طرف سے دعوی ہے اور ہر گروہ جس کے پاس جو علم پایا جاتا ہے وہ اس پر فخر کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال نمبر 25:-علم البلاغه و توابعها من اجل العلوم قدرا وادقها سرا۔ عبارت میں موجود دعووں پر دلائل بیان کریں؟

جواب: -مذکورہ عبارت میں دو دعووں کا ذکر ہے

دعویٰ اول: ""علم البلاغه و توابعها من اجل العلوم قدرا""

دعویٰ ثانی: ""علم البلاغه و توابعها من اجل العلوم قدرا و ادقها سرا""

دوسرے دعوے کی دلیل: علم بلاغت اور اسکے توابع اجل علوم میں سے ہیں اسرار کے اعتبار سے اس لیے کہ اس کے ذریعے عربی کی باریک بینی اور پیچیدگیوں کو معلوم کیا جاتا ہے لہذا یہ اسرار کے اعتبار سے اجل ہوا۔

پہلے دعوے کی دلیل:- علم بلاغت اور اسکے توابع اجل علوم میں سے ہیں از روئے رتبہ کے کیونکہ اس کے ذریعے وجوہ اعجاز سے نظم قرآن میں پردے کھولے جاتے ہیں تو اس اعتبار سے یہ اجل علوم میں سے ہوا۔

سوال نمبر 26:-کشف الاستار سے کیا مراد ہے؟ مکمل وضاحت کریں۔

جواب: **کشف الاستار سے مراد:** اس بات کی معرفت حاصل کرنا ہے کہ قرآن معجز ہے کیونکہ یہ بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے اور اس لیے کہ یہ ان باریک بینیوں اور اسراروں اور خواص پر مشتمل ہے جو انسانی طاقت سے خارج ہیں اور یہ قرآن کی معرفت نبی پاک علیہ السلام کی تصدیق کا وسیلہ ہے ان تمام باتوں کے ساتھ جس کے ساتھ آپ علیہ السلام تشریف لائے ہیں تاکہ ان احکامات کی پیروی کی جائے اور دنیاوی اور اخروی سعادت مندی کے ساتھ کامیابی حاصل کی جائے۔

سوال نمبر 27 :-"علم بلاغت علوم میں افضل ہے"" اسکو عقلی دلیل سے ثابت کریں؟

جواب:۔علم بلاغت علوم میں افضل ہے کیونکہ اس کا معلوم اجل معلومات میں سے ہے معلوم سے (علم بلاغت کے جو مسائل باریک بینی پر مشتمل ہیں ہے)اور اس کی غایت اشرف الغایات میں سے ہے اور کسی علم کی بزرگی اور اسکی معلومات اور غایت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے

سوال نمبر 28 :۔صاحب مفتاح العلوم اور صاحب تلخیص کی کونسی عبارت آپس میں متعارض ہیں نیز ان میں تطبیق بیان کریں؟

جواب: ۔علامہ قزوینی کی دو عبارتیں:

نمبر1 :اعجاز کا ادراک علم بلاغت کے ذریعے ہوتا ہے۔ **نمبر2:** نظم قرآن میں وجوہ اعجاز سے پردوں کو کھولنا ممکن ہے۔

علامہ سکاکی کی دو عبارتیں:

نمبر1 :مدرک اعجاز ذوق ہے یعنی اعجاز کا ادراک ذوق کے ذریعے ہوگا۔ **نمبر2** :وجوہ اعجاز سے پردوں کو کھولنا ممکن نہیں ہے۔

یہ دو عبارتیں ہیں جن کے اندر تعارض ہے کہ علامہ سکاکی نے کچھ اور کہا اور علامہ قزوینی نے کچھ اور کہا۔ تو ان دونوں عبارتوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے

"تطبیق" علامہ سعد الدین کہتے ہیں کہ علامہ سکاکی نے یہ تھوڑی کہا کہ اعجاز کا ادراک ذوق کے ذریعے ہی ہوگا بلکہ انہوں نے کہا کہ ذوق کے ذریعے بھی ہے تو اس سے کونسا علم بلاغت کی نفی ہوئی "کما فہمت"

دوسری بات یہ کہ جو مفتاح العلوم میں ہے کہ پردوں کو کھولنا ممکن نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ پردوں کو کھولنا ممکن تو ہے لیکن ان کے اوصاف کو بیان کرنا ممکن نہیں جیسے نمک کہ آپ اس کا ذائقہ تو چکھ سکتے ہیں لیکن اس کی نمکینیت کو کبھی بھی بیان نہیں کر سکتے ایسے ہی پردوں کو کھولنا ممکن ہے لیکن بیان اوصاف ممکن نہیں

سوال نمبر 29 :۔ولیس الحصر حقیقیا حتی یرد ہ اعتراض علیہ۔۔عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: ۔مفتاح العلوم کی عبارت میں ہے کہ "ان مدرک الاعجاز ہو الذوق لیس الا" علامہ سکاکی نے کہا کہ اعجاز کا ادراک ذوق کے ذریعے ہوگا اب یہاں علامہ سکاکی نے "الا" کے بعد مستثنیٰ کو بیان نہیں کیا اگر وہ مستثنیٰ بیان کرتے تو پھر حصر حقیقی ہوتا ہے جب انہوں نے حصر حقیقی کیا ہی نہیں بلکہ حصر اضافی کیا ہے تو اعتراض بھی وارد نہیں ہوگا کیونکہ عرب والے اعجاز کا ادراک سلیقے کے اعتبار سے بھی کر لیتے ہیں

حصر کی دو قسمیں ہے۔۔ **نمبر1:حصر حقیقی:۔** جس میں جمیع ماعدا کی نفی ہے۔ **نمبر2:اضافی:۔** جس میں بعض ماعدا کی نفی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 30:۔صاحب مفتاح کی وہ عبارتیں بیان کریں جو صراحۃ علامہ قزوینی کے قول کے مطابق ہیں؟

جواب: ۔چند ایک مفتاح کی عبارتیں درج ذیل ہیں:

نمبر:۔1 علامہ سکاکی نے علم استدلال (منطق) میں کہا کہ وجہ اعجاز فصاحت اور بلاغت کی جنس سے ایسا عمل ہے جس کی طرف پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں مگر علم معانی اور بیان کی لمبی خدمت کے ساتھ۔

نمبر2: دوسری جگہ کہا کہ علم اصول کے بعد کوئی ایسا علم نہیں جو علم معانی اور بیان سے زیادہ وجہ اعجاز سے پردوں کو کھولنے والا ہو۔

جی ہاں وجہ اعجاز کا بیان اور اسکا ادراک اپنی حقیقت کے اعتبار سے بیان کرنا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی بھی اس علم کا احاطہ نہیں کر سکتا او اس وجہ سے یہ دو عبارتیں ان کے قول کے مطابق ہیں

سوال نمبر 31 :۔استعارہ بالکنایہ، تخییلیہ اور استعارہ ترشیحیہ کی تعریف علامہ قزوینی کے موقف کے مطابق لکھیں؟

جواب: **استعارہ بالکنایہ کی تعریف:** ایک شے کو دوسری سے کے ساتھ دل ہی دل میں تشبیہ دینا اور صرف مشبہ کو ذکر کرنا

استعارہ تخییلیہ: ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ دل ہی دل میں تشبیہ دینا مشبہ کو ثابت کرنا اور مشبہ بہ کے لوازمات میں سے کسی لازم کو ذکر کرنا

استعارہ ترشیحیہ: ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ دل ہی دل میں تشبیہ دینا اور مشبہ بہ کے کسی مناسب کو ذکر کرنا

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

سوال نمبر [illegible]

جواب: [illegible]

سوال نمبر [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

سوال نمبر [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

سوال نمبر [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

سوال نمبر [illegible]

جواب: **بطریق بلاغت** "الاصول یہ "اکثرھا" کے بعد محذوف "جمعا" کے متعلق ہے کیوں کہ "الاصول"کو "اکثرھا" کے متعلق بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ "اکثر" اسم تفضیل ہے اور اس کا صلہ لام کے ساتھ نہیں آتا اور موجود "جمعا" کے متعلق بھی نہیں بنا سکتے کیونکہ مصدر کا معمول مصدر پر مقدم نہیں ہوتا کیوں کہ مصدر عمل کے وقت "ان مع الفعل" کی تاویل میں ہوتا ہے اور وہ موصول ہے اور موصول کا صلہ موصول پر مقدم نہیں ہوتا۔

"**بطریق منطق**" دوسری وجہ یہ کہ اگر ہم موجود کے متعلق کر دیں تو یہ اس طرح ہو جائے گا کہ اس شے کے جز کو مقدم کرنا جس کے اجزا کو ترتیب دیا گیا ہو اور یہ بھی درست نہیں

سوال نمبر 37 :۔والاظھر انه جائز۔۔۔ غرض شارح بیان کریں؟

جواب: ۔غرض شارح اس بات کو بیان کرنا مقصود ہے کہ مصدر کا معمول مصدر پر مقدم کرنا جائز ہے جبکہ معمول ظرف ہو یا شبہ ظرف [جار مجرور] ہو یہ علامہ سعد الدین کا دوسرا قول ہے جو کہ پہلے کی نسبت زیادہ اظہر ہے۔

سوال نمبر 38 :۔"فلما بلغ معه السعی" اور "ولا تاخذ کم بھما رأفة" میں "معه" ظرف اور "بھما" شبہ ظرف مقدر کے متعلق کیوں نہیں ہیں جبکہ "اکثرھا للاصول جمعا" میں "للاصول" [شبہ ظرف] مقدر کے متعلق ہے۔۔اس کا الزامی، تحقیقی اور عقلی جواب بیان کریں؟

جواب: ۔1 "فلما بلغ معه السعی" [معه ظرف ہے] 2 "ولا تاخذ کم بھما رأفة" [بھما شبہ ظرف ہے]

قاعدہ: ہے اگر مصدر کا معمول ظرف یا جار مجرور شبہ ظرف ہو تو اس وقت معمول مقدم ہو سکتا ہے مصدر پر۔

دو آیتیں مثال کے طور پر پیش کر دیں۔

آپ نے ایک دوسری مثال میں اس قاعدہ کی مخالفت کی ہے وہ مثال یہ ہے "اکثرھا للاصول جمعا" یہاں پر بھی مصدر کا معمول جار مجرور شبہ ظرف آرہا ہے لیکن یہاں پر آپ نے مقدر کیوں نکالا ہے؟

اس کا جواب ایک الزامی ہے ایک تحقیقی ہے

نمبر 1: الزامی جواب ۔آپ اسکو بھی "اکثرھا للاصول جمعا" والی مثال میں "للاصول"کو بعد والے "جمعا" کے متعلق کر دو۔

تحقیقی جواب:۔ دونوں جگہ پر قواعد کی مطابقت کی گئی ہے۔لہذا اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 39 :۔"حشو" اور "تطویل" کی تعریف اور ان میں فرق بیان کریں؟

جواب: ۔"**حشو**" وہ زائد لفظ جس سے کلام بے پرواہ ہو۔

"**تطویل**" کلام میں زائد وہ زیادتی جو بے فائدہ ہو۔

"**ان کے درمیان فرق**" ان میں اصطلاحی فرق ہے حشو وہ زیادتی جو متعین ہوتی ہے اور تطویل وہ زیادتی جو غیر متعین ہوتی ہے۔

سوال نمبر 40 :۔قواعد،امثلہ اور شواہد کی تعریف اور ان میں فرق بیان کریں؟

جواب: ۔**قواعد کی تعریف:۔** یہ قاعدہ کی جمع ہے وہ حکم کلی جو جزئیات پر منطبق ہو تا کہ ان جزئیات کے احکام کو اس سے نکالا جائے۔

امثلہ کی تعریف:۔ وہ جزئیات جو کہ قواعد کی وضاحت کے لیے اور ان قواعد کو سامع کی سمجھ تک پہنچانے کے لیے ہوتی ہیں

شواہد کی تعریف:۔ وہ جزئیات جن کے قواعد کو ثابت کرنے میں دلیل پکڑی جائے کیوں کہ یہ جزئیات یا تو کلام اللہ سے ہوں گی یا اہل عرب کے کلام سے ہوں گی ان سے قواعد کو ثابت کیا جاتا ہے۔

امثلہ اور شواہد میں فرق:۔ امثلہ یہ عام ہے جبکہ شواہد یہ خاص ہے کیونکہ مثال کے اندر ہر چیز ہی آسکتی ہے لیکن شواہد کے اندر یا تو قرآن سے یا اہل معتبر عرب کا قول ہوتا ہے۔

سوال نمبر 41 :- لم أل جهدا۔۔الخ "اہل عرب والے متعدی بدو مفعول استعمال کرتے ہیں جبکہ صاحب تلخیص المفتاح نے متعدی بیک مفعول استعمال کیا اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ۔صاحب تلخیص المفتاح نے ال کو متعدی بیک مفعول استعمال کیا اس کے پہلے مفعول کو حذف کیا کیونکہ وہ غیر مقصود ہے اس وجہ سے۔

سوال نمبر 42:۔" لم ابالغ فی اختصار لفظہ تقریبا و طلبا"۔۔۔ میں "تقریبا" اور "طلبا" ترکیب کے اعتبار سے کیا ہے اور اس پر ہونے والے اعتراض مع جواب لکھیں؟

جواب: ۔ترکیب کے اعتبار سے تقریبا اور طلبا یہ مفعول لہ ہے۔

اعتراض: آپ نے کہا کہ تقریبا اور طلبا یہ مفعول لہ ہیں جبکہ مفعول لہ فعل مثبت کا آتا ہے اور اہل بلغاء کے نزدیک (لم ابالغ) فعل منفی ہے تو پھر یہ مفعول لہ کیسے ہوگا؟

جواب: "لم ابالغ" "ترکت" فعل مثبت کی تاویل میں ہے لہذا "ترکت" کو اہل بلغا بھی فعل مانتے ہیں لہذا تقریبا اور طلبا کو مفعول لہ بنانا بالکل درست ہے۔

سوال نمبر 43:۔"لم ابالغ" (فعل منفی) "ترکت" (فعل مثبت) کی تاویل میں کیوں کیا؟

جواب: ۔کیوں کے اگر فعل منفی کو مثبت کی تاویل میں نہ کرتے تو مطلب یہ ہوتا کہ علامہ قزوینی نے اختصار میں مبالغہ تقریب کیلئے کیا اور نہ تسہیل کیلئے بلکہ کسی اور کام کے لیے حالانکہ علامہ قزوینی کا مقصود تو تقریب اور تسہیل تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جس کو شیخ عبد القاہر جرجانی نے دلائل الاعجاز میں ذکر کیا کہ نفی کے حکم میں سے ہے کہ جب وہ ایسے کلام میں داخل ہو جس میں تقیید ہو تو اس نفی کا تعلق قید سے ہوگا نہ کے مقید۔

سوال نمبر 44:۔"انا اسال اللہ"۔۔۔۔ میں مسند الیہ کو کیوں مقدم کیا اور اس کی تمام صورتیں بیان کریں؟

جواب: ۔کل اس کی چار صورتیں ہیں۔

صورت اول: علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں کہ یہاں مسند علیہ کو مقدم کرنے کی کوئی اچھی وجہ تو نہیں کیوں کہ مسند الیہ کو مقدم کرتے ہیں جب تخصیص کا تقاضا ہو وہ بھی یہاں نہیں۔

صورت ثانی: مقدم کرتے ہیں تقویہ حکم کے لئے اور وہ بھی یہاں مراد نہیں۔

صورت ثالث: اور یہ نہ کہا جائے کہ تقدیم یہاں استمرار پیدا کرنے کے لئے ہے کیوں کہ استمرار تو مضارع کے اندر بھی پایا جاتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے "لو یطیعکم"۔

صورت رابع: یہاں سے علامہ سعد الدین ایک حل بیان کر رہے ہیں کہ یہاں جو علامہ قزوینی نے مسند الیہ کو مقدم کیا ہے ہو سکتا ہے (انا اسال اللہ") میں انھوں نے واؤ بطور حالیہ اور اس کے بعد جملہ اسمیہ لائے ہو تو یہ کچھ میری سمجھ میں آتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہو۔

سوال نمبر 45 :۔"انہ ولی ذلک وھو حسبی نعم الوکیل" میں "نعم الوکیل" کا عطف کس پر ہے تمام صورتیں بیان کریں؟

جواب: ۔نعم الوکیل کا عطف یا تو "ھو حسبی" پر ہو گا یا صرف "حسبی" پر ہوگا "ھو حسبی" پر عطف کرنا درست نہیں کیونکہ "ھو حسبی" جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور "نعم الوکیل" جملہ انشائیہ ہے تو جملہ خبریہ پر انشائیہ عطف کرنا درست نہیں ہوتا۔

تو اسکا جواب: دیا کہ نعم الوکیل جملہ انشائیہ کو ہم خبر کی تاویل میں کریں گے تو اس وقت جملہ خبریہ بن جائے گا اور جملہ خبریہ کا عطف خبریہ پر کرنا درست ہو گا اگر "حسبی" پر عطف کریں تو یہ بھی درست نہیں کیوں کہ حسبی یہ مفرد ہے اور نعم الوکیل یہ جملہ ہے جملہ کا عاطف مفرد پر کرنا درست نہیں ہوتا؟

تو اس کا جواب دیا: کہ ہم حسبی مفرد کو بھی "یحسب" کی تاویل میں لیں گے تو یہ جملہ بن جائے گا جیسے قرآن پاک میں "فالق الاصباح وجعل الیلسکنا" اس میں "فالق" کو یفلق کے معنی میں کیا ہے تو اس طرح حسبیکو یحسب کے معنی میں لیں گے تو عطف درست ہو گا پھر دوبارہ پیچھے والا اعتراض ہو گا کہ اب آپنے انشائیہ کا عطف خبریہ پر کر دیا تو ہم اس کو وہی پیچھے والا جواب دیں گے۔

سوال نمبر 46 :۔علامہ قزوینی نے اپنی کتاب کو کن چیزوں میں منحصر کیا ہے وجہ حصر بیان کریں؟

جواب: ۔علامہ قزوینی نے اپنی کتاب کو ایک مقدمہ اور تین فنون میں منحصر کیا ہے

"وجہ حصر": جو کچھ تلخیص میں مذکور ہے فن بلاغت میں اسکا تعلق مقاصد کی قبیل سے ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو وہ مقدمہ ہے اگر ہو گا تو پھر وہ تین حال سے خالی نہ ہو گا کہ اگر غرض اس سے معنی مرادی کو ادا کرنے میں خطا سے بچنا ہو تو وہ فن اول یعنی علم المعانی ہو گا اگر غرض تعقید معنوی سے بچنا ہو تو وہ فن ثانی علم البیان ہو گا اگر یہ دونوں باتیں نہ ہو تو پھر آپ کی مراد کلام کو خوبصورت پیش کرنا ہو گا تو وہ فن ثالث (علم البدیع) ہو گا

سوال نمبر 47:۔ وجہ حصر پر وارد ہونے والے اعتراض مع جواب لکھیں؟

جواب: **اعتراض:** آپنے وجہ حصر میں ایک مقدمہ اور تین فنون کو بیان کیا حالانکہ خاتمہ وجہ حصر میں سے ہے آپ اس کو بھی ذکر کرتے آپ یوں کہتے کہ جو تلخیص میں ہے اس کا تعلق فن بلاغت میں مقاصد کی قبیل سے ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو پھر اس کی دو صورتیں ہو نگی اس پر موقوف ہو تو وہ مقدمہ ورنہ خاتمہ ہو گا

جواب: خاتمہ یہ الگ سے جز نہیں ہے بلکہ یہ علم بدیع کے اندر ہی آجاتا ہے تو لہذا اس کو الگ سے ذکر کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔

سوال نمبر 48 :۔وعلیہ منع ظاہر یدفع بلا ستقراء سے کیا مراد ہے؟

جواب: ۔یہ عبارت بھی ایک سوال کا جواب ہے۔

سوال: آپنے وجہ حصر میں کہا کہ فن بلاغت میں جو تلخیص میں ہے اس کا تعلق مقاصد کی قبیل سے نہ ہو تو مقدمہ اگر ہو تو پھر تو آپنے اس کی تین صورتیں بیان کی ہیں [illegible] آگے احتمالات بیان نہیں کی لہذا ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے؟

تو اس کا علامہ سعد الدین نے جو جواب دیا۔ یہ احتمالات ہم نے استقراء کے ذریعے حاصل کئے ہیں۔

استقراء کی تعریف: [illegible] کے قی پر حکم لگانا ہم نے بیان حصر عقلی کیا ہی نہیں جس پر اعتراض ہو کیونکہ ہم نے کتاب کے مقصود میں [illegible] مقدمہ اور فنون ثلاثہ کو پایا تو ان کو ہم نے ذکر کر دیا۔

سوال نمبر 49:۔ فنون ثلاثہ کو معرفہ اور مقدمہ کو نکرہ کیوں ذکر کیا؟

جواب: ۔کیونکہ فنون ثلاثہ کا پہلے ذکر ہو اہے جبکہ مقدمہ کا ذکر نہ لفظوں میں ہے نہ اشارۃ تو اس وجہ سے پہلے جس کا ذکر ہو اس کو معرفہ اور جس کا ذکر نہیں اسکو نکرہ ذکر کیا۔

سوال نمبر 50:۔مقدمہ کس سے اور کیوں بنا ہے اور مقدمہ کی اقسام اور ان کی تعریفات بیان کریں؟

جواب: ۔مقدمہ یہ مقدمہ الجیش سے بنا ہے کیونکہ جیسے لشکر آگے ہوتا ہے اسی طرح مقدمہ بھی کتاب کے آگے ہوتا ہے۔

مقدمہ کی دو قسمیں ہیں:

نمبر 1: مقدمہ العلم: جس پر شروع فی المسائل یعنی تعریف موضوع غرض موقوف ہو۔

نمبر 2: مقدمہ الکتاب: کلام کا وہ ٹکڑا جس کو مقصود سے پہلے لایا گیا ہے مقصود کو اس کے ساتھ ملانے کے لیے اور اس ٹکڑے سے نفع حاصل کرنے کے لیے برابر ہے کہ مقصود اس ٹکڑے پر موقوف ہو یا نہ ہو۔

سوال نمبر 51 :-لعدم الفرق البعض بين مقدمة العلم ومقدمة الكتاب اشكل عليهم امران۔ وضاحت کریں؟

جواب: -جنہوں نے مقدمہ کی تقسیم کاری نہیں کی ان کو دو باتوں کا اشکال ہو گیا۔

اشکال نمبر 1: مقدمہ تو اسے کہتے ہیں جو شروع میں ہوتا ہے لیکن یہاں صاحب مفتاح نے اسکو المعانی اور علم بیان کے آخر میں رکھا ہے؟

جواب: اس کا جواب ہم نے دیا کہ انہوں نے مقدمہ کو آخر میں رکھا ہے اس سے مراد مقدمة الكتاب ہے نہ کہ مقدمة العلم اور مقدمة العلم کو انہوں نے پہلے ہی رکھا ہے۔

اشکال نمبر 2: مقدمہ، علم کی تعریف غرض وغایت اور موضوع کے بارے میں ہے یہ تو پھر مقدمہ میں مقدمہ ہو گیا اس طرح "ظرفية الشی الی نفسه" بھی لازم آرہی ہے؟

جواب: ہم نے کہا کہ مقدمہ ان کے بارے میں نہیں بلکہ مقدمہ کے اندر یہ چیزیں (علم کی تعریف، موضوع، غرض اور غایت وغیرہ) پائے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 52 :- فصاحت کی تعریف حقیقی اور اسکا لازم بیان کریں؟

جواب: -فصاحت کی حقیقی تعریف: لفظ کا ایسے قوانین پر جاری ہونا جو علماء بلغاء کے کلام سے نکالے گئے ہوں وہ لفظ کثیر الاستعمال بھی ہو اور ایسے اہل عرب کی زبانوں پر بولا گیا ہوں کہ جن کی عربی کا اعتبار بھی کیا جاتا ہے

تعریف کا لازم: تحقیق علماء نے استقراء کے ذریعے یہ بات جان لی کہ وہ الفاظ جو کثیر الاستعمال ہیں اہل عرب کے اندر وہ یہ ہیں جو تنافر حروف، تنافر کلمات، غرابت، تاکید لفظی اور معنوی تو لفظ فصیح ہوتا ہی ہیں وہ یہ ہے جو مذکورہ تمام باتوں سے محفوظ ہو تو ان عیوب سے محفوظ ہونا یہی فصاحت کی حقیقی تعریف کا لازم ہے

سوال نمبر 53 :-علامہ قزوینی نے حقیقی تعریف چھوڑ کر مجازی تعریف کیوں ذکر کی؟

جواب: -معاملے کو آسان کرنے کے لئے کیوں کہ فصاحت کی حقیقی تعریف میں جو قیودات ہیں ان کی معرفت کافی مشکل ہے لیکن مجازی تعریف کے اندر وہ قیودات بھی آجاتی ہیں اس لیے مجاز تعریف ذکر کو کیا۔

سوال نمبر :54-علامہ قزوینی نے فصاحت اور بلاغت کی پہلے تقسیم کی پھر ان کی تعریفات کو ذکر کیا تعریفوں کو پہلے ذکر کیوں نہ کیا؟

جواب: -اسکی دو وجہیں ہیں:۔

پہلی وجہ: فصاحت اور بلاغت کی تعریفیں یہ آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں ایک تعریف کے اندر مختلف الحقائق چیزوں کو جمع کرنا متعذر ہوتا ہے۔

دوسری وجہ: فصاحت اور بلاغت کے درمیان کوئی شئی بھی قدر مشترک نہیں جیسے حیوان ہونا یہ انسان اور فرس کے درمیان مشترک ہے کیونکہ فصاحت کا اطلاق اقسام ثلاثہ پر یہ اس لفظ کی قبیل سے ہے جو اس میں ظاہر کی طرف نظر کرتے ہوئے مختلف معانی پر مشترک ہے اور اسی طرح بلاغت بھی ہے۔

سوال نمبر 55: پہلے فصاحت اور پھر بلاغت کا ذکر کیوں کیا؟

جواب: -کیوں کہ فصاحت کی معرفت پر بلاغت کی معرفت موقوف ہے کیوں کہ فصاحت بلاغت کی تعریف سے ماخوذ ہے اس وجہ سے بلاغت پر فصاحت کی تقدیم ضروری ہے۔

سوال نمبر 56 :-پہلے فصاحت فی المفرد پھر فصاحت فی الکلام کو ذکر کیوں کیا حالانکہ کلام اصل ہے اس کو مقدم ہونا چاہیے؟